

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

گستاخ و شہل کی سرسراہٹ

غلامی خان علامہ سید احمد سعید کاظمی صاحب مدظلہ العالی
 والہ گرامی مولانا کاظم سعید کاظمی
 قادیانہ پٹی ونگوہہ پاکستان

ادارہ معارف اسلامیہ عثمانیہ



بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

سلسلہ اشاعت 171

بغضان کرم :- شیخ السلام والمسلمین نبیرہ العظمت جانشین مفتی اعظم حضور تاج الشریعہ
حضرت علامہ مفتی محمد اختر رضا خان قادری دہری بریلوی دامت برکاتہم العالیہ

نام کتاب گستاخ رسول ﷺ کی سزا قتل

مصنف عزیز علی خان مرید احمد سعید کاظمی مدظلہ

بار اول محرم الحرم 1432ھ / دسمبر 2010

تعداد 2500

شرف اشاعت ادارہ معارف نعمانیہ لاہور / رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

ہدیہ دُعائے خیر بحق معاونین

نوٹ :- جردن جات کے شائقین مطالعہ 20 روپے کے ڈاک ٹکٹ ارسال فرما کر طلب فرمائیں



ملنے کا پتہ



ادارہ معارف نعمانیہ رضوی فاؤنڈیشن پاکستان

323 مرکز قیاس سید خدیجہ فرید شاہ دہری پاکستان E mail : ravi@foundation@hotmail.com



حسد بے حد مرسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم اس کہ ایمانِ اوست خاک را کچھ باتیں — کچھ یادیں

دولتِ خدا دادِ پاکستان کے معرضِ وجود میں آنے کے وقت تک بڑھنوسر کے قریب قریب میں تینہ غلامتے حقِ وجود تھے اور اپنے اپنے علاقے کے لوگوں کو فیضِ یاب کرتے رہے۔ مگر اہل سنت کی شومی قسمت کہ وہ غلامتے حقِ یلے بعد دیکرے عازیمِ غلبہ بریں ہوتے چلے گئے۔ ان میں سے بہت سے حضرات بجا طور پر علم کہ ہمال تھے، مگر شہرت ان پر فزینہ نہیں تھی، لہذا ان کا تعارف صرف صلّتِ عملِ مکتِ خدا و رہا۔

مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ ابوالبکرات سید احمد قادری چشتی، اشرفی، امیر

حزب الاخوان لاچور (جسٹ اعلیٰ) اور خزانہ زماں رازی دوران عقائد سنیہ احمدیہ کا علمی
 اندوہ جی حشری صابری قادری بانی انوار السنہ نمونہ لائق (رحمۃ اللہ علیہ) ان بزرگوں میں سے ہیں
 جو علم و فضل کے بحرِ حشر اور دریائے معرفت کے کنارے تھے۔ شہادت ان پرانی عاشق و شیدا
 تھی کہ ہر وقت ان کے دواڑوں پر درباری کے فلسفہ فیض سرِ جام دیتی تھی۔ یہ دونوں بزرگ
 قیام پاکستان سے بہت پہلے پوسٹ برصغیر پرانے و مہنگے میں اپنی فضیلت علمی و شرافت نفسی
 کو ہانکنا چلتے تھے۔ امرتسر میں سیدنا امام غلام ضی اللہ غنیہ کا عرس مبارک نہایت بزرگ احشام
 کے منعقد ہوا کرتا تھا۔ اس موقع سن بابرک محفل میں سربراہ و شہنشاہ عظام اور جیت غلام کے کرام
 بشرکت کرنا باعثِ فخر و مباہات جانتے تھے چنانچہ کواڑۃ القدر دونوں بزرگوں میں اس روز
 محفل (جاکس) میں شرکت فرماتے اور اہالیانِ امرتسر کو اپنے نواغبِ حسنہ و عبتیہ سے بہرہ ور
 فرماتے تھے لہذا احقر اس زمانے سے ان بزرگوں کے تلامذین میں شامل تھا۔ پاکستان
 میں ہجرت کے بعد ان بزرگوں کو بہت قریب سے دیکھنے کا بھی موقع حیرانہ اور یہ بزرگوں
 فقیرِ حقیر پر بے حد شفقت فرماتے تھے۔

سیدنا میں جب احقرم السطور کو دینے مژدہ میں حاضری کی سعادت غلمی نصیب
 ہوئی تو ہاں قطب مینہ شیخ الغربہ الفخیم حضرت شاہِ جنس یار الدین احمد قادری تمباہر مدنی
 خلیفہ خاص علیہ حضرت امام احمد رضا خان قادری بریلوی (قدس سرہما) کے آستانہ عالیہ
 پر سرورِ حاضری سے شرف بہار ہا و شہد و قرب حضرت قطب مینہ نے اپنی بارِ فیض و جان
 سے یہ ارشاد فرمایا اس وقت پاکستان میں صرف دو ہی شخصت بر قابلِ اعما و عالمین ہیں

ایک حضرت ابو الزبیر کا تہ صہاب او: دوسرے عہد کے تہ صہاب کا علمی شاہ صاحب! (بلغت بہت درحافظ)۔

حضرت قطب نے کی سب ان فضیلتوں سے ان بزرگوں کی غفلت کے اعدان سے مجھے بعد خوشی محسوس ہوئی کہ ان کے بارے میں میرا خیال بالکل صحیح تھا۔ ارشاد الی اللہم السلام کہ حضرت ابو الزبیر کا تہ پہل بھی ہو گئے اور ان کے بعد اس میں مستند افتاد بے وقت ہو کر رہ گئے۔ ۵۱ رمضان المبارک ۱۳۱۲ھ کو حضرت عمر ابی اور ان کے بھائی حضرت جعفر جو گئے تو عوام اہل سنت بالکل بے بہارا ہو گئے۔ (انابتہ و انیتہ) انجمن حضرت تہ کا علمی شاہ صاحب اعلیٰ اہمیت رکھتی تھی کہ اس کی حقیقت مستثنیٰ عن الخطاب ہے۔ جب ان کا نام نامی آجائے تو خطیبات القایات ان کی قد و شخصیت سے بہت چھوٹے نظر آنے لگتے ہیں۔ بلاشبہ وہ نابینا بزرگ کا غدار ہیں۔ تہ بے حد یوں

۵۱ حضرت قطب مدینہ علیہ الرحمہ و آلہ السلام سے مختلف واقعات ہیں جن پر پاکستانی علماء حق کے بارے میں شیخین کے خطبات فقیر نے لکھے ان کے اساتذہ کرامی ہیں: حضرت شیخ الحدیث علامہ محمد سرور احمد قادری رضوی مفتی صاحب حضرت علامہ سید محمد راجہ قادری کو رضی اللہ عنہما نے جہت محمد فاروق العادلی کے لئے لکھا اور جان پہچان نہیں۔ حضرت عبدالغنی قادری فریدی (الرحمۃ علیہما) علامہ عبدالغفور جہزروی اور حضرت مفتی عبدالغزالی خان رضوی (رحمۃ اللہ تعالیٰ) اس وقت جو حضرت بقید حیات تھے ان میں سے حضرت استاذ الاسلام قید مفتی تہ س علی حسن رضوی (مدفون پیرہن) جناب سید غلام قادر اشرفی (مدفون لاہور) اور شاہ فاروق رحمانی (مدفون کراچی) علیہم السلام پر بہت خوش تھے۔

بعد پیدا ہوئے ہیں۔

سال ہایہ کہ تا یکت فرد حق پیدا شود
بازید اندر خراسان یا ایس اندرستان

تحریک پاکستان کے مبلغ اعظم حضرت ابو احمد سید محمد محدث چشتی، اشرفی
کچھوچھوئی خیرت اللہ علیہ کے خطبہ سالانہ یا سستی کا نفرین منعقد ہوا جس (۱۹۴۶ء)
کے آخر میں دس ہایات و تبلیغ کی روشنی میں اگر پاکستان کے اندر متفقہ طور پر مرکزی
ڈائر ایکٹ قائم کیا جوتا یا کم از کم اہل سنت کو پیشینہ نت سے قابل علیہ کے حل کے لیے
امارت شریعت قائم کی جوتی تو قیہ کا علمی و صاحب اس کے متفقہ طور پر صدر اللہ و قرآ
پاتے اور چھوٹے چھوٹے مولوی اور خدمت اللہ متقی، جو عجیب غریب باتیں کرتے رہتے ہیں
انہیں اپنی پسند کو کہ جس سے باہر جھٹکنے کی بھی ہرات نہ ہوتی، مگر اسے افسوس کہ یہاں
اٹلی گنگا بہنے لگی۔

حضرت قطب دین تہذیب نے ہونہار کے ارشاد کے مطابق قبل کا علمی شا
صاحب آخری اہل حق سربراہ و عالم دین ثابت ہوئے جس کی تصدیق و پیش
حالات نے کر دی ہے۔ مثلاً بعض حنفی شفی عمار نے شریعت آرمونی سے کہ قبول کر لیا
ہے جس کا تعلق صرف سنہ دیک کی شریعت سے ہے اور ولایت ابو حنیفہ (پاکستان)
میں ان نام نہا کہ شفی عمار کے ہونہاروں سے سیدنا امام ابو حنیفہ رضی اللہ تعالیٰ
لہ عمارت حق تو چند اور بھی تھے، لیکن یہاں صرف سربراہ و ہونہار شفی عمار کا ذکر ہے۔

کے نام اور حکام کو کہ جب غلطی کی طرح ہو کر دیکھا اور غائبانہ نماز جنازہ کی پیمت
 اپنا لی گئی ہے۔ پاکستان جرن جنفی اولیٰ اللہ فیضان ہے ان کی اور پیمت سے
 ان نام نہاد جنفیوں سے مراض ہیں اور ان سب کو انجام قوم ضرور دیکھ لے گی۔ ان نشانہ
 اللہ تعالیٰ! اب یہی نام نہاد عاشقانِ فضیلتی نظامِ مصلحتی کو بالکل بھول گئے
 تھیں اور ضیاءِ ازم ضیاءِ ازم کا طریقہ چھینے لگے ہیں۔

ضیاءِ ازم کیا ہے؟ مولوی اشرف علی تھانوی کے افکار و تعلیمات
 کی نشر و اشاعت یا یوں کہیے کہ سنوویہ کے قوانین کی ترجیح! انا اللہ وانا الیہ
 راجعون!

اہل سنت والجماعت کو ان نام نہاد علماء کو جو فی حقیقت بدعتی ہیں یہ نہیں
 فہم سے دور رکھنا چاہیے تاکہ ان کے سبب شرارت سے ایمان محفوظ رہ سکے۔

پیش نظر سالہ حضرت علامہ کاظمی شاہ صاحب کا ایک تحسیری بیان ہے، جو
 انھوں نے جناب چنیٹ سب صاحب و فاتی مشرعی عدالت کے استبداد پر تحسیر
 کیا تھا جس میں احبابِ رسالت مآب آئمہِ نقیض نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر
 کئی سناکے بارے میں بتایا گیا ہے کہ کتبِ سنت و جمیع امت اور تصحیحات
 علمائے ائمہ سے واضح ہے کہ چرچ تم بول کی سن قتل ہے اور اس سنے میں
 اہل حق میں سے کبھی کسی نے سخت لاف نہیں کیا۔ اگر پاکستان میں اہل سنت کی

امارت شریعت نہ ہو تو اس بیان افروز بیان کو اہل حق کے چیف جسٹس کا مقصد قرار دیا جاتا اور نسیم مسابک کی جالتوں میں بلبو بخت است پیش کیا جاتا مگر ع۔
اس کھر کو آگ لکھ گئی کھر کے پرانے

قبیلہ کا مذہبی شاد صاحب نے اس تحریر میں کستانان رسول کی اسلامی سزا بتائی ہے۔ میں اس سے قی پر آمد ہنر میں رونما ہونے والا تیسریا تو گئے سال پہلے کا ایک واقعہ لکھنا ضروری سمجھتا ہوں، جو بے حد ایسا ان افروز اور عبرت انگیز ہے یہ واقعہ حضرت امیر ملت پرستید جماعت علی شاہ صاحب قید علی پوری قدس سرہ نے امام الامام سیدنا حضرت ابو حنیفہ کو فی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غریب لپا قدس مشفقہ سجدہ جان محمد اثر سے کے اجتماع عظیم میں بیان منہ لایا تھا۔

”اثر سے کے کراچیا کے سنے قمر اچھا کر ایک پادری حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے فضائل اور عیسائی مذہب کی خوبیاں بیان کر رہا تھا اور وہ (پادری) دوران خبریہ حضور پر نور نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا اہم کرامی اوب و استہرام سے نہیں لیتا تھا یہ زمین میں ایک نص سنگڑ ہر حالت میں کھڑا تھا کہ ہنگام گھومنے والا ڈنڈا اس کے فائدے پر تھا۔ اس خوش بخت نے کہا: ”پادری اہم حضرت عیسیٰ (علیہ السلام) کو برحق مانتے ہیں اور ان کا نام اوب سے لیتے ہیں، انھوں نے ہماری سچی کجکار (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کا نام اوب سے لے۔“ مگر پادری پر اس کا کچھ اثر نہ ہوا، تو اس عالی ہرمن نے پھر فرمایا۔ جب پادری

نے تیسری بار بھی اسی طرح نام لیا، تو اس پاک نہاد نے اپنا وہ دُعا جس سے سنگت
 کھوٹا تھا، اس نے دوسرے پادری کے سر پر دے مارا کہ پادری کا سر نہ پھٹ کر بھیجا
 باہر آ گیا اور وہ مردہ دبیان دیکھ کر غیور اہل جہنم ہو گیا۔ عین شوق صادق کھڑا کیا۔ موت
 کی سزا ہوئی۔ اپیل ہوئی۔ آخر جج نے یہ لکھ کر بھی کر دیا کہ :

”پادری کا قاتل تکلیف دینے لگا ہے۔ کوئی مولوی نہیں۔ مولوی اور پادری کی کوئی
 باہمی رنجش ہو سکتی ہے۔ جس کڑے پادری کی دیرینہ یا تازہ رنجش کا سوال ہی
 پیدا نہیں ہوتا۔ طے ہے کہ پادری نے حضور اس کے جذبات کو غریب کیا ہے،
 بلکہ انہیں اسے ہی کرتا ہوں۔“ (تیسری بار عیسیٰ عطا فرماتے)

اللہ تعالیٰ اس نیکو شخص کے مرتد منور پر بے شمار رحمتیں نازل فرماتے
 اور اس جیسا ایمان پر پھر سجدہ اور ہر مسلمان کو نصیب فرماتے! آمین، ثم آمین!
 بجاو سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم!

اس واقعے کے نقل کرنے کا ایک قصہ یہ بھی ہے کہ وہ پادری حضور پر نور
 سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شانِ اقدس میں کوئی استغنیٰ کا کلمہ نہیں کہہ رہا
 تھا، صرف حضور پاک کا اسم پاک اسلامی آوازیں نہیں لیتا تھا، یعنی مولوی، پٹھان
 و عجمی کی طرح ”جس کا نام محمد یا عیسیٰ ہے، وہ کسی چیز کا مختار نہیں“ (نقل کفر نباشد)

سنت تفسیر القرآن، صفحہ ۴۴، بحوالہ الخبیب الامین، صفحہ ۲۲۴۔

یعنی یادری صبرؑ محمد صاحبؑ کہ رہا تھا اور اُنس کی وہاں عاشق صادق کو یہ بات
بھی ناگوار گزری اور اُنس نے اپنے خدہ پر عجب شق کا جھنڈا بٹنگ کر دکھایا ع
خدا رحمت کند این عاشقانِ پاکِ طہیت را

عاشقانِ سعید ابرار رضی اللہ عنہم والہم وحیفؑ کج کس عالمِ نفق سے نپوچے
بغیر ہی اوسب نہ کرنے والوں کو جہنم رسید کر دیتے ہیں تو کوئی مستغ ان کے گنجِ بڑاں
سے کیونکر ہیج سکتا ہے۔ اُن کا مُعفی اُن کا جہنم ان ہو تا ہے۔ اُن کا یہ دُمر شد اُن کا
جہنم عیش ہو تا ہے لہذا ایت اُن پر فحشاء بڑیوں کا یہ کام ہمیشہ لائقِ عقیدہ ہو تا ہے۔
گفتار کی حکومت میں تو اسی طرح ہو نا چاہیے اور جو تار با تار مسلمانوں کی حکومت میں یہ
عدالت کی فتنہ داری ہے کہ وہ سچی شہادتوں کے بعد مستغ رسول کے قتل
کا حکم جہاد کرے تاکہ مزید الجھنیں اور پیچیدگیاں پیدا نہ ہو سکیں۔

نماں راہِ درویشان

محمد موسیٰ عجبیؑ

داتا گنجی

۹ شعبان ۱۴۰۹ھ



سلسلہ شریعت پیشین

در توحیدین الت

بعالت جناب چیف جسٹس صاحب وفاقی شرعی عدالت پاکستان

بیان بر جانب: سید احمد سعید کاظمی صدر کرسی اجتہاد پاکستان شیخ الحدیث
مدرسہ ترمذیہ اسلام آباد پتہ: انوار العلوم، بہمن۔

محترم محمد اسلمیل قریشی، سینیئر ایڈووکیٹ سپریم کورٹ پاکستان لاہور نے
بنام اسلامی جمہوریہ پاکستان تعزیرات پاکستان کی دفعہ نمبر ۲۹۸ الف اور دفعہ
۲۹۸ الف کے خلاف شرعی عدالت میں ایک درخواست دائر کی ہے جس میں ایک
اجتہاد رسالت اور توحیدین بتقیہ نبوت سے اس درخواست کا تعلق ہے، میں اس
پوری طرح متفق ہوں اور دلائل شرعیہ (کتاب و سنت، اجماع امت اور تصریح است
مفسرین) کے مطابق میں اس کی تکفل، تائید اور حمایت کرتا ہوں۔ اس سلسلے

میں یہ تفصیلی بیان درج ذیل ہے :

کتاب اُنت، اجماع اُنت، اور تصدیحات اُنت دین کے مطابق توہینِ رسول کی سزا صرف قتل ہے۔ رسول کی صریح مخالفت توہینِ رسول ہے۔ قرآن مجید نے اس جرم کی سزا قتلِ بیان کی ہے۔ اسی بنا پر کافروں سے قتال کا حکم دیا گیا۔ قرآن مجید میں ہے ذَلِکَ بِاَنَّهُمْ شَاقُوا اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۖ یَہ (یعنی کافروں کو قتل کرنے

کا حکم) اس لیے ہے کہ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی صریح مخالفت کر کے ان کی توہین کیا اور تکاب کیا۔ توہینِ رسول کے کفر جو نے پر کثرت آیات قرآن شہد ہیں مثلاً وَلَیْسَ سَاَلْتَهُمْ لَیْقُوْلُنَّ اِنَّمَا کُنَّا نَحْضُوْهُ وَنَقَعِبُ ۚ قُلْ اِیَّا اللّٰهَ وَاٰیٰتِهٖ وَرَسُوْلِهٖ کُفْتُمْ فَسَمَیْزُوْا ۚ لَّا تَعْدُوْا ۚ وَاَقَدْ کُفَرْتُمْۢ بَعْدَ اٰیْمَانِکُمْ ۚ تَرْجَمَہ: اور اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ نہ کہیں گے ہم تو ہر نفس مذاق کرتے تھے۔ آپ (ان سے) کہیں کیا ثم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول کے ساتھ نفسی مذاق کرتے ہو۔ کوئی عذر نہ کرو۔ بے شک ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

مسلمان کہلانے کے بعد کفر کرنے والا مرتد جو تائب اور از روئے قرآن مرتد

۱۔ سورۃ انفال آیت ۱۳۔ ۲۔ اُنت، اجماع، تصدیحات ۱۲، ص ۱۱۱ ج ۱۔

۳۔ اُنت، اجماع، تصدیحات ۱۲، ص ۱۱۱ ج ۱۔ ۴۔ سورۃ توبہ آیت ۶۶، ۶۵۔

کی سزا صرف قتل ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: قُلْ لِلْمُخَلَّفِينَ مِنَ الْأَعْرَابِ
سَعْدٌ مَّقْوَنٌ إِلَى قَوْمِهِ أُولَئِكَ بِأَيْمَنِ شِيعَةِ النَّبِيِّ تَقَاتَلُوا لَهُمْ أَوْ لَمْ يُلَاقُوا لَهُمْ نَجَبَةٌ
اے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) جیسے چہرہ جانے والے وہیساتوں سے فرمایا پیچھے،
عن قریب تم سخت جنگ کرنے والوں کی طرف بلائے جاؤ گے۔ تم ان سے قتال کرتے
رہو گے یا وہ مسلمان ہو جائیں گے۔ یہ آیت مکرّمین اہل میارس کے حق میں بطور انجاء
بائیں نازل ہوئی۔ اگرچہ بعض علما نے اس مقام پر جاری سن دوم غیر ذکر کیا ہے،
لیکن حضرت افعیٰ بن حنیفہ رضی اللہ عنہ کی حسب ذیل آیت نے اس آیت کو مکرّمین بنی
(اہل میارس) کے حق میں شفیق کر دیا:

عن رافع بن خدیج انا كنا نقرأ هذه الآية فيما مضى ولا نعلم من
هو حتى دعا ابو بكر رضى الله عنه الى قتال بني حنيفة فعملنا انهم
اسرايد وابها. تبين حضرت افعیٰ بن حنیفہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ اوشہ زمانے میں ہم اس آیت
پڑھا کرتے تھے اور ہمیں مسلم نہ تھا کہ وہ کون لوگ ہیں۔ یہاں تک کہ حضرت ابو بکر صلی اللہ
رضی اللہ عنہ نے (مکرّمین) بنی حنیفہ (اہل میارس) کے قتال کی طرف مسلمانوں کو بلایا اس
وقت ہم سمجھ کر اس آیت کریمہ میں یہ مکرّمین ہی مراد ہیں۔

ثابت چھوڑ کر اگر مکرّمہ اسلام نہ لاتے تو انہوں نے قرآن اس کی سزا قتل کے سوا

لے نہ دے مہنت آیت ۱۶ ۱۷ بحسب الہد ص ۸۹، روح المعانی ص ۱۱۴ پ ۲۶۔

کچھ نہیں قتل مُرتد کے بارے میں مستند احادیث اور ہمیں رہنمائی کے پیش نظر صرف ایک حدیث پیش کی جاتی ہے:

اقی علیٰ بزدناقۃ فاحرقہم (وفی روایۃ ابی داؤد ان علیاً احرق ناساً اسرئدا عن الاسلام) فیبلغ ذلک ابن عباس فقال لو کنت انا لمواحرقہم لنہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم لا تعذبوا بعذاب اللہ ولقتلتہم لقول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من بدل دینہ فاقتلوا ترجمہ: حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس (مُرتدہ جو جانے لے) نہایت لوگ آتے گئے تو آپ نے انھیں جلادیا۔ اس کی خبر حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کو پہنچی تو انھوں نے فرمایا، اگر آپ کی جگہ میں جوتا، تو انھیں نہ جلانا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، اللہ کے عذاب کے ساتھ کسی کو عذاب نہ دو اور میں انھیں قتل نہ کر دیتا، کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جو (مسلمان) اپنے دین سے پھر جائے، اسے قتل کر دو۔

قتل مُرتد کے بارے میں صحیح مسلم کا طرز عمل

صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مسند خلافت پر بیٹھے ہی جس شدت کے ساتھ

الحی، ۱۴۵ھ، ۲۔ ۱۵ صبح بخیر، ۱۴۵ھ، ۱، ص ۱۲۳، ۲، ص ۱۲۴، ۳، ص ۱۲۵ (باقی اگلے صفحے کے نیچے)

مزدین کو قتل کیا نہایت عجیب نہیں صحابہ کرام کے لیے مرنے کو زندہ دیکھنا قابلِ برداشت تھا۔ حضرت ابو موسیٰ اشعری اور حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہما دونوں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف سے یمن کے دو مختلف حصوں پر حکم تھے۔ ایک دفعہ حضرت معاذ بن جبل حضرت ابو موسیٰ اشعری سے ملاقات کے لیے آئے۔ ایک بندہ جسے شخص کو دیکھ کر انہوں نے پوچھا یہ کون ہے؟ ابو موسیٰ اشعری نے فرمایا:

کان یہودیاً فاسلمو شجر تہود قال اجلس قال لا اجلس
حتی یقتل قضاء اللہ ورسولہ ثلاث مرات فامر بہ فقتل بم
ترجمہ : یہ یہودی تھا مسلمان ہونے کے بعد پھر یہودی (ہو کر نہ رہا) ہو گیا حضرت ابو موسیٰ اشعری
نے حضرت عاتق بن جبل کو بیٹھنے کے لیے کہا۔ انھوں نے تین بار منہ پٹایا : جب تک
اسے قتل نہ کر دیا جائے میں نہیں بیٹھوں گا۔ (قتل نہ ہوا) اللہ اور اس کے رسول کا یہ فیصلہ ہے
چنانچہ حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے حکم سے اسے اس وقت قتل کر دیا گیا۔

گستاخِ بول کا قتل

مخالف کیسے پہنچے تو بینِ رسول کے ترغیبِ مرقہ کو مسجد حرام میں مل گئے کا حکم

[illegible]

رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے دیا۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کھڑمر میں تشریف فرما تھے کسی نے حضور سے عرض کی حضور! (آپ کی شان میں تو جہنم کھرنے والا) جہنم نسل کعبہ کے پردوں سے پھینا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا: "اقتلوه" اُسے قتل کر دو۔

عبداللہ بن خطیل مرتد تھا۔ ارتداد کے بعد اُس نے کچھ ناحق قتل کیے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جو میں شہر کر کہ حضور کی شان میں تو جہنم تہقیر کیا کرتا تھا اُس نے دو گانے والی نو تزییاں بس لیے رکھی ہوئی تھیں کہ وہ حضور کی پنجو میں اشعار گایا کریں۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کے قتل کا حکم دیا تو اُسے غلاف کعبہ سے باہر نکال کر باندھا گیا اور سب جہرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اُس کی گردن ماری گئی۔

یہ صحیح ہے کہ اُس دن ایک ساعت کے لیے سہرم کہہ کر کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے جلال قرار دے دیا گیا تھا لیکن بعض مفسرین مسجد حرام میں مقام ابراہیم اور زم زم کے درمیان اُس کا قتل کیا جانا اس بات کی دلیل ہے کہ گستاخ رسول باقی مرتدین سے بدرجہا بدتر و بد حال ہے۔

لے بخاری ص ۲۴۹ ، ۶۱۳

عج نفع الباری ص ۱۳ ، عمدۃ القاری ص ۳۴۴ ، ارشاد الساری ص ۳۹۶ -

إجماع اُمت

۱۔ قال محمد بن سحنون اجمع العلماء ان شاتم النبي صلى الله عليه وسلم المتنقص له كافر والوعيد جار عليه بعذاب الله له وحكمه عند الامة القتل ومن شك في كفره وعذابه كفر به

ترجمہ: محدث بن سحنون نے فرمایا، علماء اُمت کا اجماع ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کالی دینے والا حصّہ، کسی تہمین کرنے والا کافر ہے اور اُس کے لیے اللہ تعالیٰ کے عذاب کی وعید جاری ہے اور اُمت کے نزدیک اُس کا حکم قتل ہے جو اس کے کفر اور عذاب میں شک کرے، کافر ہے۔

۲۔ وقال ابو سليمان الخطابي لا اعلم احدا من المسلمين اختلف في وجوب قتله اذا كان مسلما. ترجمہ: امام ابو سليمان الخطابی نے فرمایا، جب سلمان کہلانے والا نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے نب کا مرتکب ہو تو میرے علم میں کوئی ایسا مسلمان نہیں جس نے اُس

لہ اشعار ۲۱۰: ۲۱۵، نسیم الزباض شرع اشعار ص ۳۳۸، الزمخشری ج ۲، ۲۱۶، الصاوی ص ۲۱۵

لہ اشعار ۲۱۶، فتح المستدری شرح دار ص ۳۰۰، الصاوی ص ۲۱۶

کے قتل میں سخت فکیر کیا ہو

۳۔ واجمعت الامة على قتل متنقصه من المسلمين

ومسأله

ترجمہ: وراثت کا اجماع ہے کہ کُندان کو پکار کر خنجر کی شکن میں سب اور تھپس کرنے والا قتل کیا جائے گا۔

۴۔ قال ابو بکر بن المنذر اجمع عوام اهل العلم على

ان من سب النبي صلى الله عليه وسلم يقتل قال ذلك

مالك بن انس والليث واحمد واسحاق وهو مذهب الشافعي

قال القاضي ابو الفضل وهو مقتضى قول ابي بكر الصديق

رضي الله عنه ولا تقبل توبته عند هؤلاء وبمثلهم قال

ابو حنيفة واصحابه والثوري واهل الكوفة والاوزاعي

في المسلمين لاكتهم قالوا هي ردة

ترجمہ: امام ابو بکر بن منذر نے فرمایا، عامۂ علماء اسلام کا اجماع ہے کہ جو

شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے قتل کیا جائے گا۔ ان ہی میں سے

مالک بن انس، لیث، احمد، اسحاق، رمیہ (رض) ہیں اور یہی شافعی کا مذہب ہے۔

۲۱۱
۲

۲۱۱
۲

قاضی عیاض نے فرمایا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کا یہی منہی تفسیر ہے۔ (پھر فرماتے ہیں) اور ان ائمہ کے نزدیک اس کی توبہ بھی مقبول نہ کی جائے گی۔ امام ابو حنیفہ، ان کے شاگرد، وہ امام ثوری، کوفہ کے دوسرے علماء اور امام مالک و امامی کا قول بھی اسی طرح ہے۔ ان کے نزدیک یہ روت ہے۔

٥- ان جميع من سب النبي صلى الله عليه وسلم او
عابه او الحق به نقصا في نفسه او نسبه او دينه
او خصلة من خصاله او عرض به او شبهه بشئ على
طريق السب له او الانزاع عليه او التصغير بشانه او النقص
منه والعيب له فهو سائى له والحكم فيه حكم الساب
يقتل كما نبينه ولا نستثنى فصلا من فصول هذا
الباب على هذا المقصد ولا نمزى فيه تصريحا كان
او تلويحا..... وهذا كله اجماع من العلماء
واسنة الفتوى من لدن الصحابة رضوان الله عليهم
الى هلم جرا له

ترجمہ: بے شک ہر شخص جس نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی

المستفاد من ٢١٢ ج ٢ ، اعتبار من التناول ٥٢٥ (طبع بيروت)

یا حضور کی طرف کسی عیب کو منسوب کیا یا حضور کی ذات پر تقدس، آپ کے نسب
 وین یا آپ کی کسی صفت کے کسی نقص کی نسبت کی یا آپ پر لعنت زنی کی یا جس نے
 بطریق نسب اہانت یا تمسخر یا شان بزرگ یا ذات تقدس کی طرف کسی عیب کو منسوب
 کرنے کے لیے حضور کو کسی چیز سے تشبیہ دی وہ حضور کو صراطِ گھالی دینے والا ہے، اسے
 قتل کرو یا جائے جہنم اس میں قطع کوئی استثناء نہیں کرتے۔ نہ یہ کہ اس
 میں کوئی شک کرتے ہیں۔ خواہ صراحتہً توہین ہو یا اشارۃً کنایہ۔ اور یہ سب
 عقداً است اور اہل سنت و جماعت کا اجماع ہے عہد صحابہ سے لے کر آج تک۔
 رَضِیَ اللہُ تَعَالٰی عَنْہُمْ

۶۔ والحاصل انہ لا شک ولا شبهة فی کفر شاتم
 النبی صلی اللہ علیہ وسلم وفي استباحة قتله وهو
 المنقول عن الاثثة الاربعة ۱۰

ترجمہ: خلاصہ یہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو گالی دینے والے
 کے کفر اور اس کے مستحق قتل ہونے میں کوئی شک و شبہ نہیں۔ چاروں ائمہ
 (ابوحنیفہ، مالک، شافعی، احمد بن حنبل) سے یہی منقول ہے۔

۷۔ کل من ابغض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

لعنة من شای منی منہ ۳۳ ج ۳، ونحوه انصار المسلم للحنبل ص ۷۔

بقلبہ کان مرتدًا فالنساب بطریق اولیٰ ثم یقتل
حدًا عندنا۔^۷

ترجمہ: جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنے دل میں نبض
رکھے وہ مرتد ہے۔ آپ کو گالی دینے والا تو بطریق اولیٰ مستحقِ کرون و نلی ہے۔
پھر (یعنی نہ ہے کہ) قیامت ہمارے نزول تک بطور حد ہو گا۔

۸۔ ابما رجل مسلم سب رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم او کذبہ او عابہ او تنقصہ فقد کفر
باللہ وبانت منه زوجتہ۔^۸

ترجمہ: جو مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو سب کرے یا تکذیب
کرے یا غیب لگائے یا آپ کی تنقیص شان کا (کسی اور طرح سے) مرتکب
ہو تو اُس نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ٹھنکر لیا اور اُس سے اُس کی زوجہ
اُس کے نکاح سے نکل گئی۔

۹۔ اذا عاب الرجل النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی
شیء کان کافرًا و کذا قال بعض العلماء لو قال لشعر
النبی صلی اللہ علیہ وسلم شعیر فقد کفر و عن
لے فتح المتبر (امام ابن ہمام حنفی) ص ۳۴۰۔ لے کتاب الخراج (امام ابو یوسف رحمہ اللہ) فتاویٰ شامی ص ۳۱۹۔

ابی حفص الکبیر من عاب الثبیتی صلی اللہ علیہ وسلم
 بشعرۃ من شعراتہ الکریمة فقد کفر و ذکر
 فی الاصل ان شتم الثبیتی کفر^۱

ترجمہ: جو کسی شے میں خضہ پر غیب کھٹا والا کافرا ہے اور اسی طرح بعض
 علماء نے فرمایا، اگر کوئی خضہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بال مبارک کو "شعر"
 کے بجائے (بسیف تصغیر) "شعیر" کہہ دے تو وہ کافرا ہے جو جانے لگا۔ اور امام
 ابو حفص البکیر (حنفی) سے منقول ہے کہ اگر کسی نے خضہ صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کے کسی ایک بال مبارک کی طرف بھی عیب منسوب کیا تو وہ کافرا
 ہو جائے گا اور امام محمد نے "قبوط" میں منسب کیا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ
 وسلم کو گھالی دینا کفر ہے۔

۱۰۔ ولا خلاف بین المسلمین ان من قصد النبی
 صلی اللہ علیہ وسلم بذلت فهو متین ینتحل
 الاسلام انہ مرتد یمتحق القتل^۲

ترجمہ: جو کسی مسلمان کو اس میں اختلاف نہیں کہ جس شخص نے نبی کریم
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اہانت و ایذا رسانی کا قصد کیا اور وہ مسلمان
 لے فدا ہی قاضی حنان^۳ ج ۳ (میں نگلشتہ) ملہ احکام امت اسلام لکچر ص ۲۰۲

بعد ایمان کم۔ بہانے نہ بناؤ، ایمان کے بعد تم نے کفر کیا۔

۲۔ صریح توہین میں نیت کا استہار نہیں۔ ”رَاعِنَا“ کہنے کی ممانعت کے بعد اگر کوئی صحابی نیت توہین کے بغیر غصہ صَنِیَّ اللّٰہِ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کو ”رَاعِنَا“ کہتا تو وہ ”وَأَسْفُوا وَلِلْكَافِرِیْنَ عَذَابُ الْیَمِّ“ کی قرآنی وعید کا مستحق قرار پاتا، جو بس بات کی دلیل ہے کہ نیت توہین کے بغیر بھی حضور کی شان میں توہین کا کلمہ کہنا کفر ہے۔

امام شہابُ الدین صفا جی حنفی ارقام فرماتے ہیں :

المدار فی الحکمہ بالكفر علی الظواہر ولا نظر
للمقصود والنیات ولا نظر لقراءتہ حالہ

توہین رسالت پر نیک کفر کا مادہ ظاہر الفاظ پر ہے۔ توہین کرنے والے کے قصد و نیت اور اس کے قرائن حال کہ نہیں دیکھا جائے گا۔
ورنہ توہین رسالت کا دروازہ کبھی بند نہ ہو سکے گا۔ کیونکہ گزشتہ یہ کہہ کر بری ہو جائے گا کہ میری نیت اور ارادہ توہین کا نہ تھا۔ لہذا ضروری ہے کہ توہین صریح میں کسی گزشتہ نبوت کی نیت اور قصد کا اعتبار نہ کیا جائے۔

۳۔ یہاں اس شبہ کا ازالہ بھی ضروری ہے کہ اگر کسی مسلمان کے کلام میں منافقہ
 و جو کلمہ نہ ہو اور اسلام کی صرف ایک وجہ کا احتمال ہو تو فقہاء کا قول
 ہے کہ کلمہ کا فتوہ فی نہیں دیا جاتا۔ اس کا ازالہ یہ ہے کہ فقہاء کا یہ قول
 اس مسئلہ پر ہے کہ کسی مسلمان کے کلام میں منافقہ و جو کلمہ نہ ہو صرف
 احتمال ہو کلمہ صریح نہ ہو لیکن جو کلام مفہوم تو حسین میں صریح ہے اس
 میں کسی وجہ کو ملحوظ رکھ کر تاویل کرنا جائز نہیں۔ اس لیے کہ لفظ صریح
 میں تاویل نہیں ہو سکتی۔ قاضی عیسیٰ رحمۃ اللہ تعالیٰ نے لکھا :

قال جبيب ابن الزبيع لان ادعاء التأويل في
 لفظ صراح لا يقبل.

ترجمہ : جبيب بن زبيع نے منسہر مایا کہ لفظ صریح میں تاویل کا دعویٰ
 قبول نہیں کیا جائے گا۔

کسی کلام کا تو حسین صریح ہو نا عرف اور غار سے پر تہی ہے نہ
 کے ساتھ بطور مثال عرض کرتا ہوں کہ اگر کسی کو کہ اسرار کہا جائے اور
 کہنے والا لفظ اسرار کی تاویل کرے اور کہے کہ میں نے المسجد الحرام
 اور بیت اللہ الحرام کی طرف معظم و محترم کے معنی میں یہ لفظ بولا ہے

تو اُس کی یہ تاویل کسی ذہنی ہمس کے نزدیک قابلِ تنبہل نہ ہوگی، کیونکہ عرف اور مخاورے میں "وَلَدُ الْاِسْرَامِ" کا لفظ گالی اور توہمیں ہی کے لیے بولا جاتا ہے۔ اسی طرح ہر وہ کلام جس سے عرف و مخاورے میں توہمیں کے معانی منہجوم ہوتے ہیں، توہمیں ہی قرار پائے گا، خواہ اُس میں ہزار تاویلیں ہی کیوں نہ کی جائیں۔ عرف اور مخاورے کے خلاف تاویل مستبزنہ ہوگی۔

۴۔ یہاں اس شبے کو اور کرنا بھی ضروری سمجھتا ہوں کہ اگر توہمیں رسول کی سزاۃ اُقتل کرنا ہے تو کئی مناسبتین نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صریح توہمیں کی بعض اوقات صحابہ کرام نے عرض کی کہ حضور ہمیں اجازت دیں کہ ہم اس ستاخِ منافق کو قتل کر دیں، لیکن حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اجازت نہیں دی۔

ابن تیمیہ نے اس کے تحت وجوہات لکھے ہیں، جن کا خلاصہ حسب ذیل ہے:

۱۔ اِس وقت اُن لوگوں پر حسد قائم نہ تھا، غلبہ کا موجب تھا۔ اُن کے کلمات توہمیں چسبر کر لینا اِس فساد کی نسبت آسان تھا۔

لے الاضام السفل ۲۱۲ تا ۲۳۲

ب۔ منافقین اعلانیہ توہین رسالت نہ کرتے تھے، بلکہ آپس میں چُپ کر خُصْمہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے حق میں توہین آمیز باتیں کہیں کرتے تھے۔

ج۔ منافقین کے ہاتھ ب توہین کے موقع پر صحابہ کرام کا خُصْمہ رے اُن کے قتل کی اجازت طلب کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ صحابہ کرام جنت تھے نہ گنہگار رسول کی سزا قتل ہے۔

گنہگارین شان رسالت ابورافعہ بنیادی اور کعب بن اشرف کو قتل کرنے کا حکم رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے صحابہ کو دیا تھا۔ پس حکم کی بناء پر صحابہ کرام کو حکم تھا کہ خُصْمہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی شان میں توہین کرنے والا قتل کا مستحق ہے۔

د۔ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کے لیے جائز تھا کہ وہ اپنے گنہگار اور نودی کو اپنی حیات میں معاف فرادیں، لیکن اُقت کے لیے جائز نہیں کہ وہ خُصْمہ کے گنہگار کو معاف کرے۔ نبی اکرم صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم اور دیگر نبیوں کے کرام اللہ تعالیٰ کے اس حکم کو بجا لاتے کہ ”آپ معاف کو خست یا فرمائیں اور جاچلوں سے مشورہ پھیر لیں اور نیکی کا حکم دیں“ (سورہ اعراف آیت ۱۶۹)

میں عرض کریں گا کہ کُنتَاخ رسول پر قتل کی حد جاری کرنا ایسی حد ہے جو
 رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کا اپنا حق ہے۔ اگرچہ رسول اللہ صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم کی توہین خُضو کی انتہا کے لیے بھی سخت ترین اذیت کا موجب ہے اور
 اس طرح اس حد کو پوری انتہا کا حق بھی کہا جاسکتا ہے لیکن بلا واسطہ
 نہیں بلکہ بواسطہ ذات امت میں کے اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے خُضو کو
 کو یہ اختیار حاصل تھا کہ اپنا یہ حق کسی کو خود معاف فرمادیں۔ جیسا کہ بعض دیگر
 احکامِ شرع کے متعلق ہمیں ملے ہیں ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُن احکام میں خُضو
 کو اختیار عطا فرمایا۔ مثلاً حضرت برابر بن عازب سے روایت ہے کہ کہ رسول اللہ
 صَلَّی اللہُ عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ وَسَلَّم نے حضرت ابوہریرہ کو کہہ کر ایک بچے کی قربانی کرنے
 کا حکم دیا اور منہ پایا :

وَلَنْ تَجْزِيَّ عَنْ أَحَدٍ بَعْدَكَ .

ترجمہ: (یہ قربانی) تمہارے علاوہ کسی دوسرے پر گہر کر جائز نہیں۔

اسی طرح حضرت ابن عباس اور حضرت ابوہریرہ سے روایت ہے کہ
 جب حضور نے حکم دیا کہ کسی کاٹنے کو حکم قرار دیا تو حضرت عباس
 نے عرض کی "إِلَّا الذَّخْرَ" یعنی "افزہ" گھاس کو ضرورت کے ہاں

حکم سے مستثنیٰ فرمادیں حضورؐ نے فرمایا: "إِلَّا الْآذِنْخَرُ"۔ یعنی آؤخر کو حضرت
کے حکم سے ہم نے مستثنیٰ فرمادیا۔

اس حدیث کے تحت شیخ عبدالحق محمد ث۔ دیوبند اور نوآباد ستین
حسن جان بھوپالی تحریر فرماتے ہیں :

"و در مذہب بعضی آن است کہ احکام مفسد فیہ بود بوسلّی اللہ علیہ وسلم
ہر چہ خواہد و برہر کہ خواہد حلال و حرام گرداند و بعضی گویند
باجتہاد گفت۔ و اول اصح۔ مذہب است۔"

"یعنی بعض کا مذہب یہ ہے کہ احکام شرعیہ حضورؐ صلی اللہ علیہ وسلم کے
سپرد کردیے گئے تھے جس کے لیے جو کچھ چاہیں حلال و حرام فرمادیں
بعض لوگ کہتے ہیں، حضورؐ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے یہ اجتہاد کے طور پر
فرمایا تھا اور پہلا مذہب اصح اور ظہر ہے۔"

ان آقا و ایش کی روشنی میں حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اختیار حاصل ہو
سکتا ہے کہ کسی حکمت و مصلحت کے لیے حضورؐ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو یہ اختیار نہیں ہے
قتل کی عذابی نہ فرمائیں، لیکن حضورؐ کے بعد کسی کو یہ اختیار نہیں۔

لے بحث اری مدلل ج ۱، مسلم ۳۳۸ ج ۱ - ۲۵ اشعۃ الکلمات صفحہ ۲۴

سکنت الختام ص ۱۵ ج ۲ -

آخر میں عرض کریں گا کہ تو حسین رسالت کی حد اسی پر جاری ہو سکے گی ،
جس کا یہ جسم قطعی اہمیت میں ملو پر ثابت ہو جاتے۔ اس کے بغیر کسی کو اس جسم
کا ترک بے تدار کے قتل کرنا ہرگز جائز نہیں۔ تو اگر بھی دلیل قطعی ہے۔ اگر کوئی
شخص تو حسین کے کلمات صریح بول کر یا لکھ کر اس بات کا اعتراف کرے کہ یہ
کلمات میں نے بولے یا میں نے لکھے ہیں تو یقیناً وہ واجب القتل ہے خواہ
وہ کتنے ہی بہانے بنائے اور کہتا پھرے کہ میری نیت تو حسین کی نہ تھی۔ یا ان کلمات
سے میری عرض یہ نہ تھی کہ میں مسلمانوں کے مذہبی جذبات کو ٹھیس پہنچاؤں۔
بہر حال وہ سب قتل ہے۔

علیٰ ہذا وہ لوگ جو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین صریح کی تاویل کر کے ہیں
کے ترک کو کفر سے بچانا چاہیں بالکل اسی طرح قتل کے مستحق ہیں جیسا کہ نمود
توہین کرنے والا مستوجب حد ہے۔ شام رسول کے حق میں مسند بن سنان کا
قول ہم شفاء، قاضی عیاض اور الضام السلول سے نقل کر چکے ہیں کہ
وَمَنْ شَكَّ فِي كُفْرِهِ وَعَذَابُهُ كَقَرَبَةٍ

سید احمد سعید کاظمی

۱۵ نومبر ۱۹۸۵ء